خلافت لائبریری ربوہ

اتوار
۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۱۳ | اتوار - ۱۳ شعبان - ۱۴۱۵ھ '۱۵ صلح ۱۳۷۴ ہش '۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے۔ اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے۔ اور ہمیشہ اپنے آپکو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نوافل ہمیشہ نیک اعمال کے متمم و مکمل ہوتے ہیں اور یہی ترقیات کا موجب ہوتا ہے۔ (صاحب ایمان) کی تعریف یہ ہے کہ خیرات و صدقہ وغیرہ جو خدا نے اس پر فرض ٹھہرایا ہے بجالاوے اور ہر ایک کار خیر کے کرنے میں اس کو ذاتی محبت ہو اور کسی تصنع و نمائش و ریا کو اس میں دخل نہ ہو۔ یہ حالت (صاحب ایمان) کی اس کے سچے اخلاص اور تعلق کو ظاہر کرتی ہے اور ایک سچا اور مضبوط رشتہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ الغرض ہر ایک فعل اس کا اور ہر ایک حرکت سکون اس کا اللہ ہی کا ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس سے دشمنی کرتا ہے وہ خدا سے دشمنی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ میں کسی بات میں اس قدر تردّد نہیں کرتا جس قدر کہ اس کی موت میں۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۳۴۳ تا ۳۴۴)

یاد رکھنا چاہئے کہ دعاؤں کے ساتھ سامان کی بھی بڑی ضرورت ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ دعاؤں کے ساتھ سامان کی بھی بڑی ضرورت ہے جو لوگ صرف دعا پر ہی بھروسہ کر کے سامان کو لغو قرار دیتے ہیں وہ بجائے انعام الٰہی سے حصہ لینے کے غضب الٰہی کے مستحق ہو جاتے ہیں کہ وہ اس طریق عمل سے خدا تعالیٰ کا امتحان لیتے ہیں۔ امتحان ہمیشہ لائق لیا کرتا ہے۔ کیا کبھی کسی وزیر نے بھی بادشاہ کا امتحان لیا۔ نہیں۔ بلکہ بادشاہ اور اس کی طرف سے لائق اشخاص کسی کی عقل، فہم اور لیاقت کو دیکھتے ہیں اور اس طرح کوئی وزارت کا عہدہ پاتا ہے۔ پھر کسی طالب علم کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے استاد کا امتحان لے ہاں استاد کا حق ہے کہ اپنے شاگرد کا امتحان لے تو پھر کسی انسان کی کیا حیثیت ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا امتحان لے بندہ کا یہ کام ہرگز نہیں اور جو ایسا کرتا ہے وہ اپنے آپ کو انعام الٰہی کا نہیں بلکہ عذاب الٰہی کا مستحق بناتا ہے۔ جو لوگ دعاؤں کے عادی ہیں وہ اس بات کو کبھی نہ بھولیں۔ صدقہ و خیرات وغیرہ جس قدر بھی محبت اور قربت الٰہی کے ذرائع ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے جو دعا کرے گا وہ اپنے آپ کو فضل الٰہی کا مستحق بنائے گا۔ اسی طرح دنیوی ترقی کے لئے بھی۔ مثلاً تجارت، حرفت ہے۔ جو کوشش اور محنت کرتا ہے اور پھر ساتھ ہی دعا بھی کرتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ترقی دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے سامان کو ترک کرنا اس کی ہتک کرنا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کی محض دعاؤں کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ مثلاً کسی نے امتحان دینا ہے۔ اب وہ کہے کہ مغز خوری کون کرے چلو دعا کر کے امتحان میں شریک ہو جائیں گے ایسا شخص سوائے اس کے کہ ناکام رہے اور کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ تو مقصد کے حصول کے لئے سامان مہیا کرنا اور اس سے کام لینا

باقی صفحہ ۷ پر

تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مورخہ ۹۴-۱۲-۲۳ بروز جمعۃ المبارک درج ذیل وفات یافتگان کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ شاہدہ ریاض ملک صاحبہ مورخہ ۹۴-۱۲-۲۲ کو وفات پا گئیں۔ موصوفہ مخلصہ۔ فدائیہ احمدیت اور امامت احمدیہ سے والہانہ عشق و محبت رکھنے والی پاک خاتون تھیں۔

نماز جنازہ غائب

۱- مکرم ماسٹر انور حسین صاحب ابڑو۔ (راہ خدا میں جان فدا کرنے والے) انور آباد ضلع لاڑکانہ پاکستان۔

۲- مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد شفیق صاحب۔ ربوہ

۳- مکرم سرفراز احمد عباسی صاحب۔ واشنگٹن۔ امریکہ۔

۴- مکرم عطاء اللہ بنگوی صاحب۔ کراچی۔ پاکستان۔

چندہ تحریک جدید میں دفاتر کا تعین ہے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے تحریک جدید کے سال نو کا اعلان فرماتے ہوئے دفاتر کا تعین ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے عہدیداران جماعت سے گذارش ہے کہ ہر رقم کے ساتھ دفتر کا تعین کرنے کے لئے حسب ذیل نشانات استعمال کریں۔

دفتر اول کیلئے I جو ۱۹۳۴ء سے شروع ہوا
دفتر دوم کیلئے II جو ۱۹۴۴ء سے شروع ہوا
دفتر سوم کیلئے III جو ۱۹۶۵ء شروع ہوا
دفتر چہارم کیلئے IV جو ۱۹۸۵ء سے شروع ہوا

وعدہ کرنے والے فرد سے شمولیت کا سال دریافت کر کے ان کے وعدے کا دفتر متعین کیا جا سکتا ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۵- صلح ۱۳۷۴ھش ۱۵- جنوری ۱۹۹۵ء

تنقید نگاری

تنقید تعمیری بھی ہوتی ہے- اور تخریبی بھی- تخریبی تنقید کے ساتھ بدنیتی وابستہ ہوتی ہے اور ہدف یہ ہوتا ہے کہ جس پر تنقید کی جارہی ہے اس کو نیچا دکھایا جائے- اس کی بری چیزیں تو بری ہوں گی ہی لیکن اس کی اچھی چیزوں کو بھی میلی نظر سے دیکھا جائے- اور یہ نہ صرف قابل تحسین امر نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسے قابل نفرین کہنا چاہئے-

جہاں تک تعمیری تنقید کا تعلق ہے اس کا ہدف یہ ہوتا ہے کہ اچھی چیزوں کو اجاگر کیا جائے اور جن چیزوں کو ہم اچھی نہیں سمجھتے ان کے متعلق مشورہ دیا جائے- ان کا تجزیہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ کس وجہ سے اس بات کو اچھی نہیں کہا جاسکتا اور پھر اچھی کہنے کا طریق پیش کیا جائے- اگر ایسا نہیں کہا جاسکتا تو تعمیری تنقید بھی بے فائدہ ثابت ہوتی ہے-

تنقید کے لئے لازم ہے کہ افراد نہیں بلکہ موضوع اور طرزِ نگارش سامنے ہو یہ نہیں کہ جسے آپ جانتے ہیں اور جسے آپ چاہتے ہیں اس کی ہر بات کو اچھی ثابت کرنے کی کوشش کریں اور جسے آپ نہیں جانتے یا نہیں چاہتے اس کی اچھی باتوں کو بھی برے رنگ میں پیش کریں- ایسا کرنے سے تنقید اپنا مقصد کھو بیٹھتی ہے کیونکہ تنقید کسی فرد کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ تنقید موضوع اور طرز نگارش کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے- شعروسخن کی دنیا میں سب سے زیادہ تخریبی تنقید وہ ہے جو یگانہ چنگیزی نے غالب کی شاعری پر کی ہے- غالب پر پھبتیاں کسی ہیں غالب کے اشعار کو غلط ملط مفہوم پہنا کر ان پر طنز کی ہے اور ثابت یہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ غالب غلامانہ ذہنیت رکھنے والے تھے- ان میں نہ آزادی کی رمق تھی اور نہ وہ آزادانہ شعر کہہ سکتے تھے- حالانکہ جہاں تک غالب کی شاعری کا تعلق ہے وہ دنیا بھر کے اردو کے بہترین شاعر مانے جاتے ہیں اور ان کی برسیاں منائی جاتی ہیں- گذشتہ دنوں دنیا بھر میں اردو دانوں نے ان کی صد سالہ برسی منائی- اور اس موقعہ پر غیر اقوام کے وہ افراد جو اردو جانتے ہیں اور اردو کو سمجھتے ہیں اور جنہیں سخن فہمی کا ملکہ حاصل ہے انہوں نے بڑھ چڑھ کر ان تقریبات میں حصہ لیا- جبکہ یگانہ چنگیزی کو لوگ بھولتے چلے جارہے ہیں- کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا- وہ اپنی جگہ اچھے شاعر ہونگے- اس میں کوئی شک نہیں لیکن انہوں نے ایک اچھے شاعر پر غلط تنقید کرکے اپنے دل کے پھپھولے جلائے ہیں اور اس سے اہل ادب اور اہل شعروسخن کے دلوں سے اپنے آپ کو محو کروالیا ہے-

غلط تنقید کی اور بھی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں- لیکن یہ مثال سب سے نمایاں ہونے کے باعث زیادہ بہتر طور پر سمجھی جاسکتی ہے-

ہمارا فرض یہ ہے کہ جب بھی تنقید کی ضرورت پیش آئے مدنظر یہ بات ہو کہ جو بات کی گئی ہے اس کو اور حسین بنایا جائے- اگر وہ زیادہ حسین نہیں ہے تو ہمیں اس کی خامیوں کی طرف توجہ دلا کر اس بات کی ترغیب دینی چاہئے کہ اسے اس سے بہتر بنایا جاسکتا تھا- ایسا کرنے سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا ضمیر صاف ہے اس کا جھکاؤ کسی طرف نہیں بلکہ وہ ادب کو جو کچھ سمجھتا ہے اور ادب کی اچھائیوں کو وہ جس طرح پہچانتا ہے اسی طرح اپنے آپ کو اس تنقید میں پیش کررہے ہیں- اگر ہم یہ طریق اختیار کریں کہ تخریبی تنقید کرتے ہوئے کسی کو نیچا دکھانا ہماری غرض ہو تو یقیناً یہ بات ہماری شان کے شایاں نہیں- جہاں تک تنقید کا تعلق ہے- اس سے شعروادب کے رسیا لطف تو اٹھاتے ہیں اور بعض غلطیوں کی اصلاح بھی کرلیتے ہیں لیکن شعروادب کے مقابلہ پر ایسے نہیں رکھا جاسکتا- شعروادب ایک حقیقت ہے اور یہ ایک ہلکی سی روشنی جو اس حقیقت پر ڈالی جاتی ہے- وہ بھی اگر تعمیری تنقید ہو تو- پس تنقید نگاروں کا فرض ہے کہ وہ بے لوث تنقید کریں- کسی طرف ان کا جھکاؤ نہیں ہونا چاہئے- اور انہیں شعروادب سے اتنا لگاؤ ہونا چاہئے کہ وہ اس کے اچھے اور برے کو پہچان سکیں اور پرکھ سکیں-

اس قدر بے باک ہو کر بات کہہ دیتے ہو تم
بند کر کے آنکھ دن کو رات کہہ دیتے ہو تم
ناروا کا اور روا کا کچھ تو کر لو امتیاز
جو نہ کہنے ہوں وہی حالات کہہ دیتے ہو تم

ابوالاقبال

یادِ ایام

نظر میں اب تلک باقی ہیں وہ ایام جلسے کے
کہ جیسے اب تلک برپا ہوں صبح و شام جلسے کے

ابھی ماہِ دسمبر کی دہائی بھی نہیں گذری
پکارے جارہے ہیں پر ہمیں تو کام جلسے کے

ابھی بیرونِ مرکز سے بہت مہمان آنے ہیں
ابھی پیغام آنے ہیں ہمارے نام جلسے کے

عجب ہلچل سی مرکز کی فضا میں سرسراتی ہے
ہر اک جانب نظر آتے ہیں اہتمام جلسے کے

بڑی تیزی سے جلسہ گاہ کی تعمیر جاری ہے
اگرچہ عارضی ہیں خوب ہیں پر کام جلسے کے

ضیافت گاہوں سے ترسیل ہے گھر گھر میں کھانے کی
ہر اک مہماں کو پہنچے ہیں گھروں میں طعام جلسے کے

بڑھتی جاتی ہے خلقت اب تو جلسہ گاہ کی جانب
بھرے جاتے ہیں حصے اب تو خاص و عام جلسے کے

فرشتے آسمانوں سے لنڈھانے جھولیاں آئے
سمیٹو جس قدر چاہو یہ ہیں انعام جلسے کے

دلوں میں روشنی لیکر چلے سب انس و جاں یاں سے
منور ہو گئے سب ہی سجود و قیام جلسے کے

چلو اسلاف کی تازہ کریں یادیں دعا مانگیں
کہ جن کو یاد کرتے ہیں بصد ہر گام جلسے کے

بشاراتِ الٰہی سے دلوں کے کھول دیں تالے
وہ دن آتے ہیں پھر ہونگے وہی ہنگام جلسے کے

بس اتنا ہے کہ اک عالم کے دل میں گھر کریں گے یہ
فضائے آسمانی سے اتر کر پیام جلسے کے

کجا وہ دن کہ ہر طالب چلا جاتا تھا جلسے کو
کجا یہ دن کہ ہر گھر میں ہیں اب ایام جلسے کے

حامد برگی

متقی یقیناً ایک امن والے اور محفوظ مقام میں ہیں- تو یہی وہ حصن حصین ہے- یہی امین کے معنی ہیں جو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے کئے ہیں کہ محفوظ اور امن میں وہی ہے جو تقویٰ پر قائم ہوتا ہے- جو تقویٰ پر قائم نہیں وہ امن میں نہیں وہ خطرہ میں ہے- وہ حفاظت میں نہیں خوف کی حالت میں ہے اور ایسا شخص مقام امین میں نہیں ہے- بلکہ اس مقام پر ہے جسے دوسرے لفظوں میں جہنم کہا جاتا ہے- پس قرآن کریم نے ہی تقویٰ کے معنوں کو بیان کرتے ہوئے معنوی لحاظ سے حصن حصین کا تخیّل پیش کیا ہے کہ سوائے تقویٰ کی راہوں پر چل کر کوئی شخص امن میں نہیں رہ سکتا- کوئی اور ذریعہ نہیں ہے اس مضبوط قلعہ میں داخل ہونے کا- سوائے تقویٰ کے دروازے کے-

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

ہر نیکی خواہ وہ قولی ہو یا فعلی وہ تقویٰ کی جڑ سے نکلتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو سینکڑوں احکام دیئے ہیں- جب ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور اس رنگ میں عمل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنیں اور اللہ تعالیٰ کی جنّت کے درختوں کی شاخیں ہو جائیں اور ان درختوں کے لئے پانی کا کام دیں تو یہ اسی وقت ہوتا ہے جب یہ شاخیں تقویٰ کی جڑ سے نکلیں-

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

تصحیح نتیجہ امتحان انصاراللہ

○ مورخہ ۲- جنوری کے الفضل میں مجلس انصاراللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی سوم ۹۴ء کے اعلان کے نتیجہ کی کتابت میں ترتیب تبدیل ہو جانے کی وجہ سے پچاس سے زائد شرکاء امتحان کے اسمائے گرامی کے سامنے مجلس / مقام باہم تبدیل ہو کر شائع ہو گئے ہیں- اس ضمن میں متعلقہ / متاثرہ دوستوں کی تسلی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان سب کو صحیح نام / مقام / پتہ پر انعامی کتب / اسناد ارسال کی جائیں گے- اور اس حوالہ سے مزید درخواست یہ ہے کہ انعام / سند موصول ہونے پر دفتر ہذا کو ضرور اطلاع دیں-

(قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جلاوطن"

عالمی شہرت یافتہ احمدی سائنس دان

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

چند سال پہلے کی بات ہے اٹلی کے شہر ٹریسٹ میں واقع بین الاقوامی مرکز برائے نظری طبیعات میں ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی جو ڈاکٹر عبدالسلام کی امپریل کالج (لندن) سے ریٹائرمنٹ کے سلسلے میں منعقد کی تھی۔ وہ تقریب ان لوگوں کے لئے حقیقی ضیافت کا باعث بنی جو علم و فنون کے دلدادہ تھے۔ تقریب نہایت خوبصورت و دلفریب ماحول میں منعقد کی گئی تھی۔ اس میں دنیا کے ممتاز ترین ماہرین طبیعات (جن میں تین نوبل لارئیٹ بھی شامل تھے) بھی شریک تھے جو کائنات کی ابتدا کے بارے میں اپنے اپنے نظریات پیش کر رہے تھے۔ کہیں سائنسدانوں کی ٹولیاں یہ بحث کرنے میں مصروف تھیں کہ بگ بینگ کے عظیم دھماکے کے وقت کائناتی مادہ کس حالت میں موجود تھا اور کہیں کنڈیکٹر اور کوارک جیسے عظیم طبیعاتی مسائل پر سائنس دان ایک دوسرے سے عالمانہ انداز میں دست وگریباں تھے۔

دنیائے سائنس نے یہ جشن دراصل ڈاکٹر سلام کے کارناموں کو سراہنے کے لئے منعقد کیا تھا۔ دور جدید میں جتنی بھی جدید سائنسی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوئی ہیں ان میں پاکستان کے اس ذہین و متین شخص کا بہت بڑا حصہ ہے جو آنے والی تبدیلیوں پر بھی اثر انداز ہوگا۔

ڈاکٹر سلام کی پوری زندگی دو آرزوں کے گرد گھومتی چلی آرہی ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ طبیعاتی ریاضی کے اوزاروں کی مدد سے نظریاتی طبیعات کو جاننے کے خواہش مند ہیں اور دوسرے وہ سائنس کے ذریعے پاکستان کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں جو ان کی سب سے شدید خواہش ہے۔ سلام کی پہلی آرزو ان کے لئے شہرت، ناموری اور اثر و رسوخ کا پیغام لائی۔ جھنگ سے تعلق رکھنے والے اس غیر معمولی نوجوان نے ۱۹۴۹ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے صرف ایک سال کے مختصر عرصے میں طبیعات کی فرسٹ کلاس ڈگری حاصل کی۔ ڈگری حاصل کرنے کے فوراً بعد یعنی ۱۹۵۰ء میں اس نوجوان نے Renormalisation نظریے میں پیدا ہونے والے ایک اہم مسئلے کو حل کیا تو اس کی شہرت آناً فاناً دنیائے سائنس میں پھیل گئی۔ ۱۹۵۱ء میں سلام پاکستان لوٹ آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں بحیثیت پروفیسر طبیعات کام کرنے لگے۔ لیکن جلد ہی انہیں یہ دیکھ کر شدید مایوسی ہوئی کہ یہاں تحقیق پر کوئی خاص توجہ نہیں جاتی بلکہ تحقیق کرنے والوں کو ہر ممکن طریقے سے تنگ کیا جاتا ہے۔ یوں ایک بار پھر سلام ۱۹۵۱ء میں کسی کو اطلاع دیئے بغیر برطانیہ سدھار گئے۔

۱۹۶۰ء کے عشرے تک سلام کا شمار دنیا کے بڑے بڑے طبیعات دانوں میں ہونے لگا تھا۔ لیکن سلام فطری طور پر سائنسی ذہن کے ساتھ ساتھ سیاسی ذہن بھی رکھتے تھے۔ انہوں نے مغربی ممالک میں اپنے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے ذریعے نہایت کمال مہارت کے ساتھ اپنے امریکی و یورپی دوستوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ایک ایسا مرکز بنانے میں ان کی ہر ممکن مدد کریں جہاں تیسری دنیا کے سائنس دانوں کو جدید طبیعات کے نظریوں سے آگاہ کیا جا سکے۔ دراصل ایسے مرکز کی تعمیر ان کا دیرینہ خواب تھی۔ سلام کے زرخیز ذہن میں ابھی تک گورنمنٹ کالج (لاہور) کی تلخ یادیں محفوظ تھیں۔ اسی لئے سلام تیسری دنیا کے سائنس دانوں کے لئے ایک ایسی جگہ کا قیام چاہتے تھے جہاں وہ مغربی دنیا کی جدید ترین سائنس کا بہ احسن و خوبی مطالعہ کر سکیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تیسری دنیا کے نوجوان سائنس دانوں کو ویسی ہی سنگین صورت حال کا سامنا کرنا پڑے جیسے کہ انہیں کرنا پڑا تھا۔

۱۹۶۴ء میں سلام کی کوششیں رنگ لائیں اور وہ بین الاقوامی ایٹمی انرجی کمیشن کے تعاون سے ٹریسٹ (اٹلی) میں بین الاقوامی مرکز برائے نظری طبیعات قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن یہاں قدرتاً یہ سوال جنم لیتا ہے کہ اٹلی ہی میں کیوں، پاکستان میں کیوں نہیں؟ تو جناب اس سوال کا آسان سا جواب یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے اس منصوبے میں ذرہ برابر دلچسپی نہیں لی جب کہ حکومت اٹلی نے نہ صرف اپنے ملک میں اس مرکز کے لئے جگہ فراہم کی بلکہ اس کی تعمیر کے لئے بھی لاکھوں روپے کی امداد دی۔ آج سلام کا یہ مرکز برائے نظری طبیعات پھولوں کی طرح پھیلی ہوئی عمارتوں کے ایک عظیم الشان کمپلیکس کا روپ دھار چکا ہے۔ اس مرکز میں تیسری دنیا کے تقریباً پچاس ممالک سے تعلق رکھنے والے سائنس دان طبیعات کی جدید ترین تحقیق میں مصروف عمل ہیں۔ ان ممالک میں پاکستان کا نام بھی شامل ہے جہاں سینکڑوں سائنس دان اس مرکز میں تحقیق کر چکے ہیں۔

موجودہ دور میں ایک انسان کے لئے انتظامی امور اور تحقیقی امور کو ایک ساتھ لے کر چلنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن پچھلے چالیس برسوں سے سلام نے نہ صرف مرکز کے انتظامی امور کو کامیابی کے ساتھ چلایا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر اپنی تحقیق کے ذریعے بھی بیسیوں اعزازات و انعامات حاصل کئے ہیں۔ ان میں ۱۹۷۹ء کا نوبل انعام، ۱۹۵۷ء میں طبیعات کی بہترین خدمات انجام دینے پر کیمبرج یونیورسٹی کی جانب سے ہوپکن ایوارڈ، رائل سوسائٹی کی جانب سے ہیوگز میڈل، اوپن ہائمر میموریل اعزاز اور آدم اعزاز قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان شاندار اعزازات کے ساتھ ساتھ آنے والی نسلیں سلام کو سٹیفن وائی برگ کے ہمراہ ایک ایسے سائنسدان کے روپ میں ہمیشہ یاد رکھیں گی جنہوں نے ان مختلف بنیادی قوتوں کو متحد کرنے کا نظریہ پیش کیا جو کائنات پر حکمرانی کر رہی ہیں۔

دنیائے سائنس نے سلام (کی خدمت میں) بیش بہا اعزازات، انعامات، سیمینارز اور تقریبات پیش کر کے گویا حق نمک ادا کر دیا ہے بلکہ اپنا بدلہ بھی اتار دیا ہے جس کے وہ یقیناً مستحق تھے لیکن سلام کو ان کے اپنے وطن نے کیا دیا؟

جس زمانے میں جنرل ایوب خان پاکستان پر حکومت کر رہے تھے تو اس زمانے میں سلام حکومت میں اچھا خاصا اثر رسوخ رکھتے تھے۔ صدر پاکستان کے مرکزی سائنسی مشیر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے سائنس دانوں کی ترقی و تربیت کے کئی پروگرام ترتیب دیئے جن میں پنسٹک اور سپارکو جیسے شاندار اداروں کی تعمیر بھی شامل ہے۔ پنسٹک میں آج نوجوان سائنس دان تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں اور اسی طرح سپارکو بھی خلا میں مصروف عمل ہے۔ سلام کا حکومت میں اثر و رسوخ یحییٰ خان اور پھر بھٹو حکومت کے ابتدائی دنوں میں بھی برقرار رہا۔

۱۹۷۴ء کا سال ڈاکٹر سلام کی زندگی میں ایک نئے موڑ کا باعث بنا۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ایک فیصلے کے مطابق احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار کر دیا گیا۔ سلام کیونکہ کٹر احمدی تھے اس لئے انہوں نے صدر کے مرکزی سائنسی مشیر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اگرچہ ذوالفقار علی بھٹو کی درخواست پر وہ وقتاً فوقتاً پاکستانی حکومت کی ہر ممکن مدد کرتے رہے لیکن بھٹو حکومت میں ان کی شرکت عملی سے زیادہ رسمی ہی رہی۔ ۱۹۷۹ء میں جنرل ضیاء نے سلام کا بحیثیت سرکاری مہمان استقبال کیا اور انہیں نشان امتیاز عطا کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سلام کو نہایت ہوشیاری کے ساتھ بنیادی سائنسی مسائل سے دور رکھا گیا۔ جنرل ضیاء کے بعد جب بے نظیر بھٹو برسراقتدار آئیں تو ان کی روشن خیالی کی وجہ سے توقع تھی کہ وہ سلام کی مناسب پذیرائی کریں گی اور انہیں پاکستان میں کام کرنے کا موقع دیں گی لیکن جب سلام نے ان سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو خلاف توقع بے نظیر نے ملنے سے انکار کر دیا۔ بے نظیر کے بعد جب نواز شریف نے عنان حکومت سنبھالی تو وہ سب حاکموں سے بازی لے گئے۔ جب دو سال قبل گورنمنٹ کالج لاہور میں منعقد ایک تقریب میں ان اشخاص کی فہرست پڑھتے ہوئے وہ مکمل طور پر ڈاکٹر سلام کو نظرانداز کر گئے جنہوں نے اپنے اپنے شعبہ ہائے زندگی میں کارنامے انجام دیئے تھے۔ حالانکہ سلام کا نام سب سے اوپر ہونا چاہئے تھا۔ اسی لئے پاکستان کے لوگوں کی اکثریت یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ آخر حکومت پاکستان کے حکمران اور سیاسی رہنما اپنے عظیم پاکستانی سائنس دان کے ساتھ سرد مہری و بے حسی کا سلوک کیوں کر رہے ہیں جنہوں نے دنیا کے علمی میدان میں پاکستان کا نام بلند کیا ہے لیکن شاید اس سوال کا جواب بھی ہم سب کے سامنے اظہر من الشمس ہے۔

ہمارے مذہبی عناصر عرصہ دراز سے ایک گروہ کی شکل میں اکٹھے ہو کر ڈاکٹر سلام کو زبردست تنقید کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ احمدی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان مذہبی عناصر میں جماعت اسلامی سب سے آگے ہے۔

مثال کے طور پر جب ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر سلام نے جنرل ضیاء کی دعوت پر اسلام آباد کا رخ کیا تو قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ طبیعات نے انہیں یونیورسٹی مدعو کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ وہ اس نظریے پر مقالہ پیش کر سکیں جس کی بناء پر انہیں نوبل انعام دیا گیا لیکن جب اسلامی جمعیت طلباء کو اس پروگرام کی اطلاع ملی تو انہوں نے انتظامیہ کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ اگر ڈاکٹر سلام یونیورسٹی آئے تو انہیں سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ یوں یونیورسٹی انتظامیہ ڈاکٹر سلام کو مدعو کرنے کی بھی دعوت نہ دے سکی۔ ڈاکٹر سلام کے خلاف چلائی جانے والی مہم کی ایک اور مثال "تکبیر" کا وہ مضمون ہے جس میں ڈاکٹر سلام کو پاکستان کے ایٹمی راز بیرون ملک فروخت کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ وہ مضمون انتہائی نامہذب مغلظات اور توہین آمیز جملوں پر مشتمل تھا اور اس مضمون کی عجیب و غریب تخیل کا آئینہ دار تھا۔

اسی لئے آج پاکستانی باشندوں کی اکثریت جو سلام سے محبت کرتی ہے۔ ان کے کارناموں کو سراہتی ہے مذہبی انتہا پسندوں کے ہاتھوں ذلیل ہونے کے خوف سے خاموش رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اس صورت حال میں جب ہم اپنے روایتی حریف بھارت کی طرف نظریں دوڑاتے ہیں تو وہاں صورت حال یکسر مختلف نظر آتی ہے کیونکہ وہاں اب بیسیوں سائنسی و تعلیمی ادارے قائم ہیں جن کے نام شاہ رامن

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

محترم جسٹس اعجاز نثار کے ایک تفصیلی فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے اخبارات نے ان کی طرف یہ بات منسوب کی ہے۔

"عدالت اس نکتہ نظر کی حمایت نہیں کرتی کہ قانون اندھا ہوتا ہے۔ اور اس کی پیروی کے دوران نتائج کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے"۔

عام طور پر یہ سنا جاتا ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ کیا جا رہا ہے۔ کبھی یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ اتنی دیر میں یہ کام مکمل ہو جائے گا لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ پھر عدلیہ اور انتظامیہ آپس میں کوئی مشورہ بھی نہیں کریں گی۔ یہ بات قابل غور ہے۔ عدلیہ کے متعلق انگریزی زبان میں ایک فقرہ مشہور ہے اور وہ یہ کہ انصاف تو اندھا ہوتا ہے لیکن منصف کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ کئی عدالتوں کے باہر بعض ممالک میں ہم نے دیکھا ہے کہ ایک سٹیچو بنا ہوتا ہے جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک میزان ہوتا ہے یہ تو ہے انصاف کے اندھا ہونے کی علامت۔ لیکن اس کے ساتھ منصف کی آنکھوں کی کوئی تصویر نہیں دی ہوتی۔ پھر عدلیہ کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصاف کو رحم کی چاشنی سے قابل قبول بنایا جانا چاہئے۔

Temper Justice with Mercy

یعنی قانون اپنی جگہ پر انصاف کا نفاذ اپنی جگہ پر۔ لیکن گردوپیش کے حالات کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

محترم حضرت شیخ بشیر احمد صاحب نائیجیریا تشریف لائے تو آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہاں کے چیف جسٹس سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ملاقات کا وقت مانگا گیا۔ اور چیف جسٹس صاحب نے ان کے اعزاز میں لیگوس کی تمام عدالتیں بند کر کے جج صاحبان سے کہا کہ وہ بھی محترم شیخ صاحب سے ملاقات کر لیں۔ اس موقعہ پر محترم شیخ صاحب نے بتایا کہ آتی دفعہ وہ ایک موت کی سزا پانے والے شخص کو آزاد کر کے آئے تھے۔ جس کا یقیناً یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس کے گردوپیش پر نظر کرتے ہوئے آپ نے سوچا کہ سزا تو اس مجرم کی موت ہی ہے لیکن حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔

اس سے کچھ عرصہ بعد بھارت کے چیف جسٹس نائیجیریا تشریف لے گئے تو ان کی پریس کانفرنس میں ایک مسئلہ پیش کیا گیا۔ مسئلہ یہ تھا کیا عدالت فیصلہ کرتے ہوئے اپنے کسی بھی فیصلہ سے انتظامیہ کو آگاہ کر سکتی ہے یا نہیں۔

یعنی اگر معاملہ سیاسی ہو تو کیا اس صورت میں کہ عدالت کے فیصلے سے فسادات کا امکان ہو تو فسادات کو روکنے کے لئے انتظامیہ کو اطلاع دی جائے یا نہ دی جائے۔ سوال میں نے پوچھا تھا۔ اور وہ اس لئے کہ اس سے ایک آدھ روز بعد وہاں کے اپوزیشن لیڈر کے خلاف بغاوت یا غداری کے مقدمہ میں فیصلہ سنایا جانا تھا۔ اور اس بات کا خدشہ تھا کہ اس فیصلہ کے نتیجہ میں فسادات برپا ہوں گے۔ چنانچہ عدالت کے اردگرد اور دیگر مقامات پر بھی پولیس کی ڈیوٹی لگا دی گئی تاکہ عوام الناس فسادات کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔ لیکن حکومت کی یعنی انتظامیہ کی اس کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حزب اختلاف کی طرف سے اس مسئلے پر بحث چھڑ گئی کہ عدلیہ نے حکومت کو کیوں بتایا کہ وہ اس قسم کا فیصلہ کرنے والی ہے جس سے فسادات کا امکان ہے۔

اسی بات کے پیش نظر میں نے بھارت کے چیف جسٹس سے یہ سوال پوچھا تھا اور انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی انصاف بے شک اندھا ہوتا ہے لیکن چونکہ انصاف دینے والا آنکھیں رکھتا ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اردگرد کے حالات دیکھے اور ان کے مطابق فیصلہ کرے۔

یہی وہ بات ہے جو محترم جسٹس اعجاز نثار صاحب نے اپنے تفصیلی فیصلہ میں کہی ہے جیسا کہ اخبارات میں ان کے تفصیلی فیصلے کے نکات شائع ہوئے ہیں عدالت اس نکتہ نظر کی حمایت نہیں کرتی کہ قانون اندھا ہوتا ہے اور اس کی پیروی کے دوران نتائج کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے"۔ یہ وہی بات ہے جو کہتے ہیں کہ قانون اندھا ہوتا ہے لیکن منصف کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ اسے قانون یا انصاف کو نافذ کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اردگرد کے حالات یا اس شخص کے اپنے حالات کس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور پھر اس سے اس بات کو بھی منسلک کیا جا سکتا ہے کہ

Temper Justice with Mercy

کہ قانون اور انصاف کے نفاذ کو اس طرح نہیں سمجھنا چاہئے کہ باقی تمام باتیں غیر ضروری ہو جائیں باقی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے قانون یا انصاف کو کسی قدر نرم کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح نرم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں رحم کا عنصر شامل کر دیا گیا ہے۔

پس یہ دو باتیں ہمیشہ سامنے رکھنے والی ہیں کہ انصاف اندھا ہوتا ہے اور منصف کی آنکھیں ہوتی ہیں یعنی منصف کو دیکھنا چاہئے کہ وہ انصاف کو کس طرح نافذ کر رہا ہے اور اسے یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ آخر ہر انسان کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ اسے چاہئے کہ وہ انصاف کو رحم کے جذبہ کے پیش نظر نافذ کروانے کی کوشش کرے

Temper Justice with Mercy

یہ بات نہایت ضروری ہے۔

GAIN IN LOSSES

Have I lived in vain
That all the grief and pain
That I have suffered for years and years
With sealed lips and dried up tears
Is known to none and none admires
The flames of fires
That I have kept alive to burn
And turn
To ashes
With crumbling crashes
Of towering joys
If ever you can
You come and scan
And you will find
In my deeper mind
A world is there
With a biggish share
Of the heavenly glow
Like the waves that flow
With a rippling pace
And you can trace
That down and deep
I always keep
A mood of mine
That can shine
The gloomy soul
What a gracious role
I do confess
My God will bless
My grief and pain
And make my losses
A source of gain.

WAVES AND THOUGHTS

نقصانات میں نفع

کیا میں نے اپنی زندگی رائیگاں بسر کی ہے
کہ میرے تمام غم اور میرے درد
جنہیں میں نے سالہا سال سہا ہے
اور اس طرح سہا ہے کہ ہونٹوں کو سئے رکھا
اور اشکوں کو خشک کر دیا
ان کا کسی کو علم نہیں
اور کوئی انہیں داد و تحسین نہیں دیتا
آگ کے شعلے جو میں نے اس لئے بھڑکائے رکھے
کہ وہ میناروں کی طرح میری اونچی خوشیوں کو
جلا دیں اور راکھ بنا دیں
اور یہ سب کچھ دھڑام سے نیچے آ گرے
اگر تم کبھی آ سکو اور ایک جھلک پا سکو
تو تم دیکھو گے کہ میرے دل کی گہرائی میں ایک دنیا بستی ہے
جہاں آسمانی چمک کا بہت بڑا حصہ موجود ہے
جس طرح لہریں بہتی ہیں اور ان کے بہنے میں اونچ نیچ ہوتی ہے
اور تم دیکھ سکتے ہو کہ نیچے گہرائی میں میں ہمیشہ
اپنے دل کا ایک ایسا رویّہ موجود رکھتا ہوں۔
جو تیرہ و تاریک روح کو چمک عطا کر دیتا ہے
یہ کیسا اچھا کردار ہے
میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں
کہ میرا خدا میرے غموں اور میرے درد کو برکت بخشے گا
اور میرے نقصانات کو نفع کا ماخذ بنا دے گا

اگر کسی کی خدا تعالیٰ غم کی گھڑیوں میں مدد کرتا اور خوشی کی گھڑیوں میں ساتھ دیتا ہے۔ اس کی کوششوں کو بار آور بناتا اور دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے تو سمجھ لے کہ میں خدا کی رضا اور اس کے صحیح راستہ پر چل رہا ہوں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا عبد اللطیف

صحتِ جسمانی (وزن اور خوراک کے بارے میں ہدایات)

اچھی صحت کی علامت مناسب جسمانی وزن ہوتا ہے۔ اچانک جسم کا وزن کم ہو جائے یا اچانک زیادہ ہو جائے تو یہ بیماری کی علامت ہے۔ اگر ایسا ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ تاہم یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وزن کبھی ایک حالت میں نہیں رہتا۔ ایک دن کے اندر بھی اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کھانا کھانے یا پانی کا ایک گلاس پینے سے بھی وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گو یہ اضافہ عارضی ہوتا ہے۔ ایک لمبے سفر کے بعد وزن کا پہلی حالت سے موازنہ کریں تو اس تغیر و تبدل کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

اگر خوراک میں نمک کا اضافہ کر دیا جائے۔ تو ساتھ ہی جسم کو پانی کی احتیاج پیدا ہوئی اور جسم میں پانی کی خاص مقدار موجود رہنے سے وزن میں اضافہ ناگزیر ہو گا۔ عورتوں میں ہارمون کی تبدیلی سے (ماہانہ نظام سے پہلے) مزید پانی پینے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ مانع حمل Con-traceptive گولیاں استعمال کرتے ہوئے۔ یا Steroids کے استعمال سے بھی جسم میں پانی کی زیادہ مقدار چلی جاتی ہے۔

جب جسم میں چربی بڑھ جائے۔ اور ایسی خوراک کا استعمال ہو جس میں کیلوری تو بہت ہوں لیکن اس کا استعمال کچھ نہ ہو۔ اور اسے خرچ نہ کیا جا سکے۔ تو فکر مندی کی بات ہو گی۔ کیلوری انرجی کا ذریعہ ہے۔ (انرجی طاقت اور لیکوری ایک ہی چیز کو کہتے ہیں)

کیلوریز کو خرچ کرنے کی بجائے جسم میں جمع کرتے چلے جانا خواہ یہ بظاہر کتنی کمتر ہی کیوں نہ ہو جسم میں بالآخر چربی کے ذخیرے کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً ایک بچہ یا آدمی ڈبل روٹی کا ۲۰ گرام وزنی ٹکڑا فالتو کھاتا ہے جبکہ اسے روزانہ اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تو گویا روزانہ ۲۰ گرام فالتو ڈبل روٹی کا ٹکڑا ۱۰ سال تک متواتر کھانے سے اور کار کے ذریعے سفر کر کے کیلوریز بچانے سے ۲۰ کلوگرام چربی جسم میں جمع ہو کر موٹاپے کا باعث ہو گی۔

اندازاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خوراک میں فالتو ۳۵۰۰ کیلوریز لینے سے ایک پاؤنڈ وزن بڑھتا ہے۔ اگر خوراک میں مطلوبہ کیلوریز سے کم کیلوریز لی جائیں تو فالتو وزن کم کیا جا سکتا ہے۔ گویا یہ بھی کیلوریز کو استعمال کرنے اور جلانے کا طریق ہے۔ یعنی کم کھائیں اور مشقت یا ورزش زیادہ کریں۔ یہ وزن کو اعتدال میں لانے کا مناسب طریقہ ہے۔

کیلوریز کو جلانے کی سب سے بہترین ورزش وہ ہوتی ہے جس میں سارا جسم حرکت میں رہے۔ اور جسم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت دی جائے اور جس قدر حرکت تیز ہو گی۔ اتنی کیلوریز استعمال میں آئیں گی۔ ہلکی چال کی بہ نسبت تیز قدمی سے کیلوریز کا استعمال بڑھ جاتا ہے جاگنگ یا تیز دوڑ سے کیلوریز کے جلنے (استعمال ہونے) کی رفتار دگنی ہو جاتی ہے۔ جسم کی زمین کی کشش ثقل کے خلاف اوپر کی طرف سیڑھیاں چڑھنے سے یا تیزی سے زینے پر چڑھنے سے بھی یہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح رسی پھلانگنے سے بھی کیلوریز کا استعمال یا اخراج بڑھ جاتا ہے جسمانی ورزش کا ذہن پر نفسیاتی اثر بھی پڑتا ہے۔ موڈ اور طبیعت بہتری کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے۔ لیکن اگر انسان کو ہائی بلڈ پریشر ہو۔ یا کمر کی تکلیف ہو تو پھر سخت ورزش سے احتیاط کرنی چاہئے۔ ہلکی ورزش سے صحت بحال ہو سکتی ہے۔

ایک گھنٹہ چہل قدمی جس میں ۳ میل کا فاصلہ طے کیا جا سکے اس سے ۲۴۰ کیلوریز کا اخراج عمل میں آتا ہے جو ۳۰ گرام چربی یا کیلسٹرول کو ختم کر دیتی ہے۔ اگر روزانہ چہل قدمی کو معمول بنا لیا جائے۔ تو ایک سال میں ۱۰ کے جی وزن ختم ہو جاتا ہے۔ جسمانی وزن کا گوشوارہ (Body mass index) خوراک کے استعمال کو سمجھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک فارمولا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہ فارمولا درج ذیل ہے۔ (Weight / Height (M اس کا نارمل دائرہ ۲۰ سے ۲۵ تک ہے۔ جسمانی نشوونما میں بی ایم آئی (Body mass index) ۳۰ سے شروع ہوتا ہے اور ۴۰ تک جاتا ہے عورت اور مرد کے لئے ایک جیسا معیار ہے۔ جسمانی نشوونما اور موٹاپے کو چیک کرنے کے لئے سادہ طریقے یہ ہیں کہ بازو کے بالائی حصے کی پشت پر پٹھے (Muscle) کو دوہرا کر کے دیکھا جاتا ہے۔ اگر اس کی پیمائش ۲۰ ملی میٹر سے زیادہ ہو (یہ مرد کے لئے) یا ۲۸ ملی میٹر سے اوپر ہو تو جسمانی (BMI) کو ظاہر کرتی ہے۔ مناسب ورزشوں کے ساتھ اور کم کیلوریز استعمال کرنے سے ہفتے میں ۰.۵ سے اکلو تک وزن کم کیا جا سکتا ہے۔

وہ خاندان جن میں دل کی بیماری پائی جاتی ہے اور جن کے خون میں کیلسٹرول کی مقدار زیادہ ہوتی ہے انہیں چکنائی سے پرہیز کرنا چاہئے خصوصاً حیوانیاتی چکنائی یا چربی وغیرہ۔ چکنائی کے بغیر خوراک استعمال کریں اور ایسا کوکنگ آئل استعمال کریں جو کیلسٹرول کے بغیر (Polyunsaturatedfat) ہو۔

موٹاپے والی غذاؤں کی فہرست

مکھن اور ہائیڈروجن کے ساتھ نیا تیار شدہ مارگرین۔ (اس کی بجائے کیلسٹرول کے بغیر مارگرین استعمال کی جائے)

کیک بسکٹ۔ پیسٹری

چربیلا گوشت۔ بھنا ہوا گوشت جس میں گھی استعمال کیا گیا ہو۔

بالائی کے ساتھ دودھ۔

چاکلیٹ۔ آئس کریم۔ پنیر۔ (کیلسٹرول کے بغیر پنیر دستیاب ہے)

آلو کے کرسپ (چپس وغیرہ) اور اخروٹ

چکنائی والی یخنی اور سوپ (چکنائی کے بغیر سوپ اور یخنی کا کوئی حرج نہیں)

سلاد جن میں چکنائی کا استعمال ہو۔ (چکنائی کے بغیر سلاد مناسب ہو گا)

ایسی مارگرین استعمال کریں جس میں مکھن کی طرح کیلسٹرول کے اجزاء نہ ہوں۔ یا ایسا تیل استعمال کریں جس میں کیلسٹرول نہ ہو جیسے سن فلاور آئل اور کارن آئل استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کم توانائی کی خوراک

جن لوگوں کا بی ایم آئی (B.M.I) ۴۰ ہو۔ انہیں کم کیلوری والی خوراک استعمال کرنی چاہئے جس میں ۶۰ گرام پروٹین ہو۔ ۱۰۰ گرام کاربو ہائیڈریٹ ہو۔ ۴۰ گرام چکنائی۔ کل ۱۰۰۰ کیلوری دن بھر میں لیں۔

ایک گرام پروٹین برابر ہے ۴ کیلوری کے۔ ایک گرام کاربو ہائیڈریٹ برابر ہے ۴ کیلوری کے ایک گرام چکنائی ۹ کیلوری کے برابر ہے ۲۰ گرام روٹی تقریباً ۵۰ کیلوری کے برابر ہے۔

اگر آپ خوراک کے انتخاب میں روزانہ احتیاط کریں۔ اور باقاعدہ ورزش کریں تو طبی صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس لئے روز مرہ کے معمولات (Life style) میں متوازن تبدیلی ناگزیر ہے۔ مذکورہ بالا معلومات جدید زندگی کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

آپ کا خط ملا

بسلسلہ سوانح حیات

محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم

چند روز ہوئے روزنامہ "الفضل" میں مولوی محمد شفیع صاحب اسلم کے متعلق ایک مختصر مگر پیارا سا تعارف نامہ محترم نسیم صاحب سیفی نے قلم بند فرمایا ہے لیکن تحریک شدھی سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ ملک کے بعض قصبات میں تحریک احمدیت کی تصاویر بذریعہ بائی سکوپ دکھانے تشریف لے جایا کرتے تھے اسی سلسلہ میں وہ گوجرہ بھی رونق افروز ہوئے اور چند روز قیام فرمانے کی وجہ سے خاکسار سے بھی محبانہ تعلقات قائم ہو گئے کچھ ہی عرصہ بعد ایم۔ بی ہائی سکول گوجرہ میں جہاں خاکسار بطور لائبریرین تعینات تھا ان کی تعیناتی ہو گئی اور وہ دو تین سال بطور مدرس اس سکول میں ملازم رہے اور وہیں ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اس پورے عرصہ میں ہمارے باہمی تعلقات میں برادرانہ قسم کے تعلقات قائم ہو چکے تھے صبح شام ملاقاتیں ہوتیں اور دینی مسائل کے علاوہ دیگر معاملات پر بھی اذکار و افکار کا موقع ملتا آپ بہت خوش مزاج انسان تھے جب بھی ہمارے ہاں تشریف لاتے بے تکلفی سے کھانے میں اپنی پسندیدہ چیز کی خواہش کا اظہار فرما دیتے یہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو یہاں کے ایک نزدیکی گاؤں جلیانوالہ میں منتقل ہونا پڑا وہاں انہیں ایک بڑا کھلا مکان رہائش کے لئے مل گیا اور کئی سال وہاں مقیم رہے اور یوں ہمارے یہاں آنے جانے کے مواقع ذرا کم پڑ گئے ہرحال ہفتہ عشرہ میں ایک دو بار تو ضرور ہی ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا کبھی وہ تشریف لے آتے اور کبھی ہم ان کے گاؤں پہنچ جاتے وہ قومی شاعر بھی تھے اور مربی بھی تھے آپ کی نظموں کے دو چھوٹے چھوٹے مجموعے بھی چھپ چکے تھے جو جماعت میں بہت مقبول ہوئے گوجرہ سکول کی ملازمت کی وجہ سے ان کا نام ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب ہو چکا تھا چند سال اس گاؤں میں گزارنے کے بعد وہ پھر ربوہ تشریف لے گئے اور بقول مولانا نسیم سیفی صاحب اپنی عمر کے آخری سانس وہیں لئے۔

یہ مختصر سی مگر اہم یادداشت خاکسار نے اس لئے تحریر کی ہے کہ ان کے جگری دوست مولانا نسیم سیفی صاحب نے بھی ان کی زندگی کے حالات قلم بند فرماتے وقت انہیں بیان نہیں فرمایا حالانکہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری چند سال گوجرہ میں بطور ایک کامیاب مدرس کی حیثیت سے بسر فرمائے تھے۔ آج بھی ان کے خاندان کے اکثر بچے اور بچیاں ہمارے تعلقات سے بخوبی واقف ہیں اور حسن اتفاق سے ملاقات کے مواقع بھی ملتے رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی دینی خدمات کے پیشِ نظر اجر عظیم بخشے

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

خاکسار

سید احسن اسماعیل صدیقی گوجرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چیچنیا - عارضی جنگ بندی ناکام

کیا چیچنیا کے معاملے میں روس کے صدر یلسن کا روسی فوج پر کنٹرول پورا ہے یا نہیں؟ یہ وہ سوال ہے جو آجکل عالمی سطح پر چیچنیا کے بحران میں موضوع گفتگو بنا ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدر یلسن نے ایک مرحلے پر حکم دیا کہ چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی پر بمباری بند کردی جائے۔ لیکن اس حکم پر عمل نہ ہوا اور صدر یلسن نے اپنے وزیر دفاع کی جواب طلبی بھی کی۔

اب پھر یہ ہوا کہ روس کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ۴۸ گھنٹوں کے لئے جنگ بندی کی جاتی ہے۔ جنگ بند ہوئی لیکن دو گھنٹوں کے اندر ہی دوبارہ جنگ شروع ہو گئی۔ اور عارضی جنگ بندی کا اعلان اور خود اسی کی طرف سے اسکی خلاف ورزی عالمی مبصرین کو حیران کر رہی ہے اور یہ شبہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ روس کے صدر کا اپنی فوج پر کنٹرول نہیں ہے۔

اعلان میں بتایا گیا ہے کہ دو گھنٹے کی جنگ بندی کے دوران گروزنی کے شہریوں نے خوراک اکٹھی کی۔ کیونکہ اس جنگ کی وجہ سے شہر میں خوراک کی شدید قلت ہو گئی تھی۔ اس وقفے میں زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ دو گھنٹے کی اس جنگ بندی کے بعد وسطی علاقوں سے صدارتی محل پر گولہ باری شروع کر دی گئی۔ صدارتی محل بدستور صدر داؤدایوف کی فوجوں کے کنٹرول میں ہے۔ چیچنیا کی افواج کا کہنا ہے کہ روس کی طرف سے جنگ بندی کا اعلان دراصل چیچنیا کے لئے ایک الٹی میٹم تھا جسے مسترد کر دیا گیا۔

☆ ○ ☆

بوسنیا - جنگ بندی کی خلاف ورزیاں

روس نے چیچنیا میں جنگ بندی کی اور خود ہی اسکی خلاف ورزی کر دی۔ بوسنیا میں بھی سربوں کی تحریک پر چار ماہ کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کیا گیا مگر خود سرب ہی اسکی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور بیہاج پر گولہ باری جاری ہے۔ بتایا گیا ہے کہ شہر پر ۱۰۰ گولے گرے بوسنیا کے صدر علی جاہ عزت بیگووچ نے کہا ہے کہ اگر جنگ بندی کو موثر نہ بنایا گیا تو کسی بھی وقت دوبارہ جنگ شروع ہو سکتی ہے۔

بوسنیا کے بارے میں ۵ ملکی رابطہ گروپ کے ارکان نے آج علاقے کا دورہ کیا اور فریقین سے گفتگو کر کے ان کو رابطہ گروپ کے امن منصوبے کو تسلیم کرنے پر بات چیت کی۔ فرانس کے سفارت کاروں نے بتایا ہے کہ اس دورے کے دوران امن سمجھوتے پر نفاذ کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

بوسنیا کے صدر واضح کر چکے ہیں کہ کسی قسم کی بات چیت تب ہی ممکن ہے جب سربوں کی طرف سے پانچ ملکی رابطہ گروپ کے پیش کردہ امن منصوبے کو قبول کرنے کا اعلان کیا جائے۔ سربوں کی طرف سے اس منصوبے کو مسترد کیا جا چکا ہے۔ جبکہ مسلمانوں اور کروٹس نے اسے تسلیم کر لیا تھا۔

☆ ○ ☆

عرفات- حسنی مبارک ملاقات

فلسطینی تنظیم آزادی پی ایل او کے سربراہ مسٹر یاسر عرفات نے گذشتہ دنوں مصر کے صدر حسنی مبارک سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں فلسطینیوں کی خود مختاری کے سمجھوتے کو توسیع دینے کے معاملات پر بات کی گئی۔ مصر کے وزیر خارجہ مسٹر امر موسیٰ نے کہا کہ اسرائیل یہودی بستیوں کو جو توسیع دے رہا ہے اس سے اسرائیل اور مصر کے تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان بستیوں میں توسیع غیر قانونی اور بلا جواز ہے اس سے مشرقی وسطیٰ میں امن کی کوششوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

☆ ○ ☆

دوسری جنگ عظیم کے پچاس سال

۱۹۹۵ء میں دوسری جنگ عظیم کو ختم ہوئے ۵۰ سال ہو گئے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں جب امریکہ نے جاپان پر دو ایٹم بم پھینکے تو جاپان نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ اور جنگ ختم ہو گئی۔ اب جنگ کے ۵۰ سال مکمل ہونے پر مختلف ممالک میں جنگ کے اختتام کی تقریبات منائی جانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ جو ممالک جنگ جیت گئے یعنی امریکہ روس برطانیہ فرانس وغیرہ ان کا رویہ اور ہے اور جو یہ جنگ ہارے یعنی جرمنی اٹلی جاپان وغیرہ ان کا رویہ

باقی صفحہ ۷ پر

بقیہ صفحہ ۳

بوس اور بھابھا جیسی شخصیات کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ لیکن شاید پاکستان کے پاس ایسا کوئی ادارہ موجود نہیں ہے جس کا نام سلام جیسے پاکستانی سپوت کے نام پر رکھا جا سکے۔ لیکن ہمیں افسوس اس وقت ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے نوجوان خصوصاً نوخیز نسل اپنے اس ہیرو کے نام سے بھی ناواقف ہے۔ ان کی درسی کتب میں سلام کا نام عنقا ہے۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی سلام کا نام حرام قرار دیا جا چکا ہے حالانکہ ان دونوں نشریاتی اداروں سے دن رات ایسے لوگوں کا چرچا ہوتا رہتا ہے جو سلام سے کہیں نچلے درجے کا مقام رکھتے ہیں۔ بالفرض سلام اگر بھارت میں پیدا ہوئے ہوتے تو کیا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا جیسا ان کے اپنے وطن والے کر رہے ہیں۔ بھارت میں یقیناً انہیں وہی عزت و توقیر سے نوازا جاتا جیسی وہاں ان کے ہمعصروں کو حاصل ہے۔

لیکن میں سوچ کر پریشان و حیران ہو جاتا ہوں کہ ان تمام باتوں کے باوجود آخر سلام ابھی تک کیوں مسلسل پاکستان سے اظہار محبت کئے جا رہے ہیں؟ کیا وہ محض ضد میں آکر پاکستان سے اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہیں؟ یا ہو سکتا ہے کہ ابتدائی برسوں میں ان کے ذہن میں ایسی یادیں نقش ہو گئی ہوں جن سے وہ پیچھا نہ چھڑا سکتے ہوں؟

بہرحال جیسی بھی وجوہات ہوں ایک بات بہت نمایاں ہے کہ سلام پاکستان سے نہایت گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کے مرکز برائے طبیعات میں ہمیشہ ہر معاملے میں پاکستانیوں کو ترجیح دی جاتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات تو دوسرے مندوبین کو نظرانداز کر کے پاکستانیوں کے مسائل حل کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح پاکستانی نہایت آسانی کے ساتھ ڈائریکٹر سے بھی بات چیت کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ تمام باتیں اصول کے خلاف ہیں لیکن یہ ایک نمونہ ہے جو سلام کی اپنے وطن اور اپنے ہم وطنوں سے گہری محبت کا اظہار کرتا ہے۔

لیکن اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سلام پچھلے کئی برسوں سے خاموشی کے ساتھ اپنے نوبل انعام کی رقم کے ذریعے ان مستحق طلباء کی امداد کر رہے ہیں جو سائنس کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسی رقم سے سات پاکستانی کالجوں کے لئے سائنسی آلات بھی خریدے گئے ہیں جن سے اب پاکستانی طلباء مستفید ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ہر سال پاکستانی سائنس دانوں کو سائنسی تحقیق کے شعبے میں ایک انعام سے نوازا جاتا ہے جس کی رقم ڈاکٹر سلام ادا کرتے ہیں۔

زندگی کے طویل و پرخار سفر اور اب اس نقاہت طاری کر دینے والی بیماری نے اپنے وطن سے وابستگی کے اظہار میں سلام کو پہلے سے کہیں زیادہ حساس بنا دیا ہے۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی سے اپنے وطن کے ساتھ سلام کی وابستگی کا میں عینی شاہد ہوں۔

ٹریسٹ کالج میں منعقد ہونے والی تقریب کے تیسرے دن پیٹرزبرگ یونیورسٹی کی جانب سے ڈاکٹر سلام کو ایک اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری پیش کی گئی تھی۔ اس وقت ٹریسٹ کانفرنس ہال پوری دنیا سے آئے ہوئے معمرو نوجوان سائنس دانوں سے پر تھا۔ ڈاکٹر سلام کے ساتھ نوبل انعام یافتہ سائنس دان سی یانگ اور جے شریفر بھی براجمان تھے جب کہ دوسری جانب یونیورسٹی کے وائس چانسلر تشریف فرما تھے۔ ڈاکٹر سلام اپنی پہیے دار کرسی میں بیٹھے خاموشی کے ساتھ تقریریں سنتے رہے۔ انہوں نے خود کلام کرنے میں کسی جوش کا مظاہرہ نہیں کیا۔ تقریب کی آخری رسوم کے بعد بین الاقوامی سائنس دانوں نے ڈاکٹر سلام کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور نہایت نظم و ضبط و سکون سے قطار میں کھڑے ہو کر ایک کے بعد ایک کر کے ڈاکٹر سلام کو اپنا ہدیہ تبریک پیش کرنے لگے۔ میں بھی اس کارروائی کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ جب میری باری آئی میں ایک دم پریشان سے نروس سے پاکستانی نوجوان کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ جو اس عظیم الشان مرکز میں ایک مہمان کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے آگے بڑھتے ہوئے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا "سر میں ایک پاکستانی طالب علم ہوں۔ ہم سب پاکستانی آپ پر بے پناہ فخر محسوس کرتے ہیں۔" انہوں نے جواب میں چند الفاظ کہے جنہیں میں ہال سے اٹھتے ہوئے شور کی وجہ سے نہیں سن سکا لیکن وہ الفاظ ادا کرتے ہی ڈاکٹر سلام کی حالت متغیر ہو گئی۔ ان کے کاندھے آہستگی سے لرزے اور ان کے چہرے پر آنسو سنہرے موتیوں کی مانند نمودار ہونے لگے۔ اسی لمحے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے نہایت گہری اداسی کے بادلوں نے میرے وجود کا حصار کر رکھا ہے۔ بدقسمتی سے قدرت ڈاکٹر سلام کے لئے نہایت بے رحم ثابت ہوئی ہے۔ لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ صرف قدرت ہی کو موردالزام ٹھہرانا درست نہیں ہے کیونکہ وہ سزا اور جزا دونوں صورتوں میں اندھی ہوتی ہے۔ لیکن شاید پاکستانیوں کے اس سلوک کو نظرانداز کرنا بہت مشکل ہے جو وہ اپنے اس عظیم سپوت کے ساتھ کر رہے ہیں۔

(بشکریہ سائنس میگزین۔ اکتوبر ۹۴ء)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ ٦

مختلف ہے۔

جاپان کے وزیر اعظم نے امریکہ کے دورے کے دوران صدر کلنٹن سے مختلف امور پر بات چیت کی اس میں ایشیا اور بحرالکاہل کے درمیان تجارتی تعاون کے قیام کی گفتگو کی گئی۔ اس دورے کے دوران دوسری جنگ عظیم کے اختتام کی ٥٠ سالہ تقاریب منانے کا سوال بھی زیر بحث آیا۔ لیکن ان تقریبات کے سوال پر دونوں ملکوں میں اختلافات ہیں۔ جاپان کی تقریبات کا یہ انداز ہے کہ اس کے لئے جنگ عظیم دوم کی یاد میں سوائے تکلیف کے اور کچھ نہیں۔ اگست ١٩٤٥ء میں جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکہ نے ایٹم بم برسائے جس کے نتیجے میں ٣ لاکھ افراد چشم زدن میں لقمہ اجل بن گئے۔ اور دو ہنستے بستے شہر آن واحد میں راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ امریکہ کو تو فتح حاصل ہوئی مگر جاپان کے لئے دکھ اور تکلیف کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ اس لئے دونوں ملکوں کی تقاریب میں اہم اور بنیادی فرق ہونا لازمی بات ہے۔

یہی کیفیت جرمنی کی ہے جرمنی اس جنگ میں بری طرح ہارا اور اس کا قومی وقار اور عظمت خاک میں مل گئے۔ جرمنی کے چار ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا روس امریکہ برطانیہ اور فرانس نے حاصل کر لیا۔ جاپان اور جرمنی دونوں کی فوج ختم کر دی گئی۔ امریکہ نے دونوں ممالک کے دفاع کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ مغربی ملکوں کے زیر کنٹرول علاقہ مغربی جرمنی کہلایا اور روس کے زیر انتظام علاقہ مشرقی جرمنی بن گیا۔ دونوں ٹکڑوں کے درمیاں رسوائے زمانہ دیوار برلن تعمیر کر دی گئی۔ ایک ہی شہر میں بسنے والے افراد جدا ہو گئے۔ یہ دیوار عبور کرنے کی کوشش میں کئی افراد مارے گئے۔ آخر کار ١٩٨٩ء میں یہ دیوار توڑ دی گئی اور آخر دونوں جرمنی ایک ہو گئے۔

جرمنی کے لئے ٥٠ سال پرانی ان یادوں میں دکھ اور تکلیف کے سوا کچھ اور باقی نہیں ہے۔

OOO

بقیہ صفحہ ١

ضروری ہے اور پھر اس کے ساتھ دعا کی بھی سخت ضرورت ہے کیونکہ بعض انسان سامان مہیا کر لیتے ہیں اور ان سے کام بھی پورے طور پر لیتے ہیں مگر نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ ان کی ساری محنت ضائع جاتی ہے۔ تو دعا کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ نتیجہ بھی خیر نکلتا ہے اور محنت کا ثمرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا پورا مل جاتا ہے۔

(از خطبہ ٢٧۔ اکتوبر ١٩١٦ء)

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ٢٩٨٣٥ میں رضوانہ محمود بنت محمود احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ١٨ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن عظیم پور گرین ٹاؤن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-١١-١٠ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ زیور طلائی ٣ تولہ مالیتی ١٣،٥٠٠ روپے اس وقت مجھے مبلغ دوصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ رضوانہ محمود ١٤٢٨۔MC عظیم پور گرین ٹاؤن کراچی گواہ شد نمبر١ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیاں کراچی گواہ شد نمبر٢ ملک شفیق احمد سیکرٹری وصایا حلقہ ڈرگ کالونی کراچی۔

مسل نمبر ٢٩٨٣٦ میں محمد داؤد بھٹی ولد محمد ابراہیم بھٹی صاحب قوم بھٹی پیشہ مربی سلسلہ عمر ٢٣ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد اسٹیٹ ضلع حیدر آباد سندھ حال کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-١١-٣٠ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ١٨٠٠ روپے ماہوار بصورت گزارہ لاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد داؤد بھٹی مربی سلسلہ آف بشیر آباد اسٹیٹ حال بیت العزیز ٨١٢/٨ عزیز آباد کراچی گواہ شد نمبر١ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیاں کراچی گواہ شد نمبر٢ مبارک احمد راجوری وصیت نمبر ٢٤٥١٧۔

مسل نمبر ٢٩٨٣٧ میں محمودہ بیگم زوجہ ملک رشید احمد صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ٤٨ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-٣٥٦ بلاک نمبر٩ دستگیر سوسائٹی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-١٠-٧ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (١) زیورات طلائی ١٠ تولہ مالیتی ٤٢٠٠٠ روپے (٢) رہائشی پلاٹ ٨٠ مربع گز واقع شاہ لطیف ٹاؤن کراچی مالیتی ایک لاکھ بیس ہزار روپے (٣) ترکہ والدین سے جو حصہ ملا ایک لاکھ بیس ہزار روپے اور حق مہر پانچ ہزار روپے وصول شدہ اس وقت مجھے مبلغ ٤٥٠٠ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ محمودہ بیگم R-٣٥٦ بلاک نمبر٩ دستگیر سوسائٹی کراچی گواہ شد نمبر١ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیاں کراچی گواہ شد نمبر٢ ملک رشید احمد ریحان خاوند موصیہ وصیت نمبر ١٨٥٧٠۔

مسل نمبر ٢٩٨٣٨ میں ملک کمال الدین اکمل ولد ملک فیروز خان قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت عمر ٥٧ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گڑھی شاہو لاہور حال اعوان کالونی سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-٥-١٧ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (١) پلاٹ برقبہ ١٠ مرلہ واقع دار العلوم شرقی ربوہ بمع دو کمروں کے ڈھانچہ مالیتی ایک لاکھ روپے (٢) کمرہ فلیٹ واقع سردار بلڈنگ ٣ مین بازار گڑھی شاہو لاہور کا نصف مالیتی پچاس ہزار روپے کل جائیداد ایک لاکھ پچاس ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ ٥٠٥٧ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک کمال الدین اکمل کوٹھی نمبر A-206 اعوان کالونی سرگودھا گواہ شد نمبر١ ڈاکٹر ہارون شریف ولد ڈاکٹر محمد شریف میڈیکل آفیسر انچارج کنٹونمنٹ ہسپتال سرگودھا گواہ شد نمبر٢ مجیب احمد مرزا ڈپٹی کلکٹر محکمہ انہار سرگودھا۔

مسل نمبر ٢٩٨٣٩ میں فضل احمد ولد احمد علی صاحب قوم آرائیں پیشہ زمیندارہ عمر ٦٥ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ١٤/١ دار الفضل ربوہ حال جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-٧-١ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ١٢ کنال زمین واقع چک مھترومہ نزد ربوہ مالیتی ٤٠،٠٠٠ روپے اس وقت مجھے مبلغ ٩٠٠ مارک ماہوار بصورت سوشل الاؤنس مل رہے ہیں۔ اور ٢٥٠٠ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فضل احمد ١٤/١ دار الفضل ربوہ حال جرمنی گواہ شد نمبر١ سعید احمد ولد فضل احمد جرمنی گواہ شد نمبر٢ Naseer Ahmad جرمنی۔

مسل نمبر ٢٩٨٤٠ میں محمد نصر اللہ ولد چوہدری عبد الکریم صاحب قوم پاکستانی۔ پیشہ تجارت عمر ٥١ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-٥-٢٧ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (١) مکان برقبہ ٢٤٠ مربع گز نمبر A-32 بلاک نمبر A-1 سب سیکٹر ٧ حسین ولاز سکیم نمبر ٣٣ کراچی مالیتی تقریباً سات لاکھ روپے (٢) پلاٹ نمبر C-2 سیکٹر نمبر A-15 گلزار ہجری سکیم نمبر ٣٣ کراچی مالیتی ایک لاکھ روپے (٣) کار ٹیوٹا ماڈل ١٩٨٢ء مالیتی اسی ہزار روپے کار ٹیوٹا ماڈل ١٩٨٢ء مالیتی دو سو پچاس دینار کویتی اس وقت مجھے مبلغ ٢٠٠ دینار کویتی ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چوہدری محمد نصر اللہ کراچی حال کویت گواہ شد نمبر١ محمد امجد بشارت ولد بشارت احمد لاہور کینٹ گواہ شد نمبر٢ منور احمد اعوان ولد عبد الرزاق ٧/٢٥ دار الرحمت شرقی ربوہ

مسل نمبر ٢٩٨٤١ میں امجد نعیم ولد رانا محمد اسلم صاحب قوم رانا پیشہ ملازمت عمر ٣١ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ حال کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ٩٤-٣-١٢ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ١٠/١ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار کینیڈین ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ١٠/١ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد امجد نعیم آف نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ حال کینیڈا گواہ شد نمبر١ محمد طارق اسلام مربی سلسلہ وصیت نمبر ٢٠٦٣٥ گواہ شد نمبر٢ محمد نواز باجوہ وصیت نمبر ٢١٣١٦۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 14- جنوری-1995ء
بادل چھائے ہیں- سردی بڑھ گئی ہے
درجہ حرارت کم از کم 5 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 15 درجے سنٹی گریڈ

○ روس نے گروزنی پر ایک اور حملے میں شہر پر میزائیلوں کی بارش کر دی چیچنین جانبازوں کو صدارتی محل کے گرد اکٹھا ہونے سے روکنے کی کوشش کی جارہی ہے- روسی فوجیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ گروزنی پر جلد قبضہ ہو جائے گا روسی حکومت نے خبر دی ہے کہ صدر داؤ دایوف اور حکومت کے حکام بیرون ملک فرار کی تیاریاں کر رہے ہیں-

○ روسی میرین بٹالین کے کمانڈر نے فوج چیچنیا بھیجنے سے انکار کر دیا ہے- کمانڈر کا کہنا ہے کہ چیچنیا میں لڑائی سے قبل کم از کم دو ہفتے کی سخت تربیت کی ضرورت ہے- کمانڈر کی حکم عدولی پر اس کے خلاف مقدمہ چلانے پر غور کیا جارہا ہے- گروزنی پر روسی فوج اب تیسرا بڑا حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے-

○ یورپین یونین کے وزیر دفاع نے روس پر کڑی نکتہ چینی کی ہے انہوں نے کہا کہ چیچنیا کی جنگ برسوں بھی چل سکتی ہے-

○ کراچی میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے تبلیغی جماعت کے ۴- ارکان شہید کر دیئے گئے- کار میں سوار نامعلوم افراد نے عزیز آباد کی مدنی مسجد کے قریب لوگوں پر تاک لگا کر نشانے لگائے- فائرنگ اتنی شدید تھی کہ پورا علاقہ گونج اٹھا- ایم کیو ایم (الطاف) کا ہیڈ کوارٹر اسی بستی میں واقع ہے- بستی میں فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی شہر کے مختلف علاقوں میں فائرنگ ہوئی-

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے 'مذہب کے نام پر مزید خون خرابے کی اجازت نہیں دیں گے- حکومت فرقہ وارانہ کشیدگی سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے- فرقہ واریت ناسور ہے جس سے اسلام کا تشخص پوری دنیا میں مجروح ہو رہا ہے-

○ سپاہ صحابہ کے مولانا اعظم طارق نے کہا ہے کہ سنی اکثریت جارحیت کا نشانہ بن رہی ہے- ہم انتقام لئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے- انہوں نے کہا کہ کراچی میں بھارتی کونسل خانہ بند ہونے کے بعد قتل و غارت کا مشن دوسرے ہمسایہ ملک نے سنبھال لیا ہے-

○ کراچی میں کروڑ پتی تاجر کو اغوا کرنے والے ملزمان پولیس مقابلے میں مارے گئے- مغوی ہارون دادا کو بحفاظت چھڑا لیا گیا-

○ امریکہ نے مسئلہ کشمیر پر ثالثی کی پیشکش کر دی ہے- امریکی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اگرچہ مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے لیکن ہم دونوں ملکوں کی کوشش میں تعاون کرنے پر تیار ہیں-

○ اتوار سے ملک بھر میں لوڈشیڈنگ میں ۲ گھنٹے کی کمی کر دی جائے گی- ۲۵- جنوری کے بعد کسی بھی وقت لوڈشیڈنگ میں خاتمہ کا امکان ہے- مئی جون میں دوبارہ لوڈشیڈنگ کرنی پڑے گی-

○ صدر نے وزیر اعظم سے کہا ہے کہ قومی مفاہمت کے لئے اقدامات کئے جائیں- جب بھی ضرورت پڑی میں اپنا آئینی کردار ادا کروں گا-

○ قومی اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر اپنی گرفتاری سے پہلے ہی لندن پہنچ گئے- وزارت داخلہ نے تمام متعلقہ اداروں کے حکام سے ۳- دن میں رپورٹ طلب کر لی ہے-

○ وزیر اعظم نے واپڈا کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے چودہ ارب روپے کے بقایا جات کی وصولی کے لئے فوری اور موثر اقدامات کرے-

○ نئی ہائیڈل پالیسی میں بجلی کے نرخوں پر وزارت پانی و بجلی اور واپڈا میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں- اس اختلاف کی وجہ سے پالیسی کے اعلان میں تاخیر ہو گئی ہے-

○ الائیڈ بینک کے سربراہ مسٹر خالد لطیف کی گرفتاری پر بینکاری کے بڑے بڑے افسروں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے- افسران غیر معمولی طور پر محتاط ہو گئے ہیں- تاہم کھاتہ داروں میں کوئی خوف و ہراس نہیں- رقوم نہیں نکلوائی جارہیں-

○ وزیر قانون مسٹر این ڈی خان نے کہا ہے اپوزیشن عدم اعتماد شوق سے لائے- ہم اس کا استقبال کریں گے-

○ کارجمپ کے عالمی ماہر بلوچستان سے تعلق رکھنے والے مسٹر سلطان گولڈن نے ۱۲ کاروں پر ریورس جمپ لگا کر عالمی ریکارڈ قائم کر دیا ہے یہ مقابلہ فیصل آباد میں ہوا جہاں چیف سیکرٹری نے سلطان گولڈن کو ۲ لاکھ روپے انعام دیا-

○ ۷- برطانوی اراکین پارلیمنٹ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت کر دی- انہوں نے کشمیر کے بارے میں وزیر خارجہ ڈگلس ہرڈ کے بیان پر عدم اطمینان کا اظہار کیا-

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نند پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

JAM JELLY MARMALADE

the most delicious
form of fresh fruits

The Largest Processors of Fruit Products in Pakistan.

SHEZAN INTERNATIONAL LIMITED
Lahore - Karachi

adcom